بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محدث دھلی

نگرانِ اصول
مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی
شیخ الحدیث

مدیر مسئول
نذیر احمد الملوی
رحمانی

نمبر ۹	بابت ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۶۰ھ مطابق ماہ جنوری سنہ ۱۹۴۲ء	جلد ۹

اسلام ہی فطری مذہب ہے

(از مولوی محمد مسلم صاحب کاربناوی متعلم مدرسہ رحمانیہ دھلی)

(۴)

دین و دنیا کا باہمی تعلق (۳) مذہب کے حق و باطل ہونیکا یہ بہت بڑا معیار ہے۔ ابتدائے عالم سے لیکر آج تک تمام مذاہب اور تمام قوموں نے بجز اسلام کے اس معیار میں غلطی کی ہے۔ فرقہ اباحیہ مزدکیہ اور متبعان ایپکیوریس صرف دنیاوی لذائذ کے قائل تھے۔ باقی تمام دیگر مذاہب نے دنیاوی تمتعات کو ہیچ بتایا اور جس قدر انسان دنیاوی حظوظ سے کنارہ کش رہے اسی نسبت سے کمال کے مدارج قائم کئے۔ اسی خیال نے دنیا میں جوگی، تارک الدنیا، راہب، منک وغیرہ پیدا کئے۔ فویرباش لکھتا ہے کہ مذہب کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ ملکی اور سیاسی زندگی تباہ کردی جائے۔ دنیا کے تمام کاروبار اس غرض سے چھوڑ دیئے جائیں کہ نہایت خضوع کے ساتھ بہشت کے انتظار میں گھلا جائے۔ اور ہر قسم کے فطری جذبات اور خواہشیں قتل کردی جائیں۔ لاروس لکھتا ہے کہ زاہدوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ فطری خواہشوں کا جو اثر ان پر ہے اس کو بالکل مٹا دیں۔ مذہب کی تخصیص نہیں فلسفہ و حکمت کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ سقراط افلاطون۔ اور ابونصر فارابی کی زندگی بالکل جوگیوں کی طرح تھی۔

اب دیکھئے اسلام نے دین و دنیا کا کس طرح موازنہ کیا اس نے سب سے پہلے جوگی پن اور ترکِ دنیا کے خیال کو

مٹا یا جیسا کہ حکم دے رہا ہے وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوهَا الآیہ (حدید ع۴) یعنی رہبانیت جسکو لوگوں نے گھڑا ہے ہم نے انکو اسکی تعلیم نہیں دی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ الآیہ (مائدہ ع۱۲) یعنی اے ایمان والو اللہ تعالیٰ نے جو پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں ان کو اپنے اوپر حرام مت کرو۔ نیز فرمایا قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ (اعراف ع۴) اے محمد صلعم کہدو کہ خدا نے جو آرائش بندوں کیلئے پیدا کی ہے اس کو حرام کس نے کیا اور اچھی خوراکوں کو جو اللہ نے پیدا کیا کس نے حرام کیا۔"

تمام دیگر مذاہب کی تلقین ہے کہ اس وسیع دنیا سے انسان کا حصہ سدرمق کھانا اور دو گز کپڑا ہے۔ لیکن اسلام بتاتا ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہے۔ زمین، دشت، کوہ، دریا، درخت، چارپائے، لعل وجواہر، فواکہ وروائح، سب اسی لئے ہے کہ انسان اس سے جائز طور پر فائدہ اٹھائے۔ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً (لقمان ع۳) اور خدا نے تمہارے لئے زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو مسخر کر دیا اور تمہارے اوپر اپنی ہر قسم کی نعمت ظاہری و باطنی پوری کر دیں۔ يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ الآیہ (نحل ع۲) اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمہارے لئے پانی سے کھیتی، زیتون، کھجور، اور انگور اور ہر طرح کے پھل پیدا کرتا ہے۔ وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ الآیہ (نحل ع۲) وہی خدا ہے جس نے دریا کو اسلئے مسخر کر دیا کہ اس سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے زیور نکالو جسکو پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ پھاڑتی ہوئی چلی جا رہی ہیں اور تاکہ تم خدا کا فضل (تجارت) تلاش کرو۔

اس قسم کی سینکڑوں آیتیں ہیں جن کا احاطہ واستقصا ضروری نہیں۔ ان آیتوں میں بہ تصریح و توضیح ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہے سب اسی لئے ہے کہ انسان اس سے فائدہ اٹھائے اور اسی غرض سے خدا نے تمام چیزوں کو انسان کیلئے مسخر کر دیا۔ یاد رہے کہ دنیاوی حظوظ ولذائذ جن چیزوں کا نام ہے اگرچہ وہ ہزاروں لاکھوں ہیں لیکن ان کو اگر اقسام میں محدود کیا جائے تو کل تین قسمیں ٹھیرینگی۔ دولت ومال۔ آل واولاد۔ شہرت اور بقائے نام۔ اب دیکھیے ان کے متعلق اسلام نے کیا کہا۔ تونگری اور جاہ و دولت کو ان نعمائے الٰہی میں شمار کیا جن کے اعطا کرنے کا احسان انبیاء علیہ السلام پر رکھا گیا۔ جناب رسول اللہ صلعم پر خدا نے جو احسانات کئے ان کا جہاں تذکرہ کیا یہ بھی فرمایا وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَى (والضحیٰ) اور تجھکو مفلس پایا تھا تو غنی کر دیا۔" حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو سلطنت وجاہ و دولت عطا کی گئی اس کا ذکر قرآن مجید میں نہایت شان و شوکت سے کیا اور اس کے ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ خود حضرت سلیمانؑ نے خدا سے اس کی استدعا کی تھی۔ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي (ص ع۳) خدا مجھکو ایسی سلطنت دے کہ میرے سوا کسی کو نہ مل سکے۔ بنی اسرائیل پر خدا نے جو احسانات

کئے ان میں بڑا احسان یہ بتایا۔ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَاءَ وَجَعَلَکُمْ مُلُوْکًا الآیہ (مائدہ ع۴) تم لوگوں میں پیغمبر اور بادشاہ پیدا کئے۔ سب سے بڑھکر یہ کہ امت محمدیہ کو اعمال صالحہ کے معاوضہ میں جس چیز کے عطا کرنے کا وعدہ ہوا وہ خلافت اور سلطنت تھی۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ الآیہ (نور ع۷) خدانے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے یہ وعدہ کیا کہ ان کو خلافت دیگا انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا جہاں ذکر کیا اس کی دنیاوی ترقیوں کا ذکر اس پیرایہ میں کیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان ترقیوں کو انسان کے اشرف المخلوقات ہونے میں بڑا دخل ہے۔ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰھُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰھُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا۠ (بنی اسرائیل ع۷) اور ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور اس کو خشکی وتری میں پہنچایا اور ان کو اچھے کھانے دیئے اور ان کو اکثر مخلوقات پر فضیلت بخشی۔

دنیاوی حظوظ کی دوسری قسم آل واولاد ہے۔ قرآن مجید میں ایک موقع پر خدانے اپنے خاص بندوں کے امتیازی اوصاف گنائے ہیں۔ چنانچہ ان الفاظ سے ابتدا کی ہے یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ الآیہ (فرقان ع۶) اور اللہ کے نیک بندے وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے پروردگار ہم کو ایسی بیویاں اور اولاد دے جو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں۔

تیسری چیز شہرت اور نیک نامی ہے۔ اس کا احسان خدانے خود آنحضرت صلعم پر رکھا اور فرمایا۔ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ الآیہ (الم نشرح) ہم نے آپ کا نام اونچا کر دیا" آخر میں یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ قرآن مجید نے مختلف موقعوں پر دولت ومال کی برائی بھی بیان کی ہے لیکن جب دونوں قسموں کے موقعہ کا موازنہ کیا جائے تو صاف نظر آئیگا کہ جس دولت ومال کی برائی بیان کی ہے وہ وہ ہے جو اپنے مصارف اور حقوق کی ادائگی میں خرچ نہ کیا جائے۔ یا بے موقع اور بیجا صرف کیا جائے اور اس کی برائی سے کسکو انکار ہو سکتا ہے۔

تمدن | فطرتِ انسانی کا راز جاننے والا، حاجاتِ انسان کی انجاح وفلاح کی راہ بتانیوالا تسلیم کریگا کہ انسان مدنی الطبع ہے اور اس کی فطرت میں مدنیت داخل ہے۔ لیکن یہ دیکھکر مجھے تعجب ہوتا ہے کہ مختلف ادیان نے کیونکر مدنیت کو روحانیت کا مدمقابل بنایا۔ اور تمدن کو روحانیت کا دشمن ٹھہرایا۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ شہزادہ گوتم اپنی نوجوان بیوی اور نوزائیدہ بچہ کو سوتا ہوا چھوڑ کر رات کو بھاگ جاتا۔ اور جنگلوں میں رہ کر سخت سے سخت ریاضتوں کا متحمل بنتا ہے۔ تو کیا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس بیدار دل نے انسان کا مدنی الطبع ہونا معلوم کر لیا تھا؟ جب ہم ویدبیاس جی کو آبادی سے نفور اور مادر و پدر سے دور دور رہتا ہوا۔ دیکھتے ہیں تو کیا فیصلہ کر سکتے ہیں کہ انھوں نے واجباتِ تمدن کا گہرا مطالعہ کیا تھا؟ جب ہم انجیل میں وہ مکالمہ پڑھتے ہیں جس میں خدا کی راہ میں خصی بننے کا ذکر ہے تو خیال کر سکتے ہیں کہ

انھوں نے آدم و حوا کے جوڑے کو عزت کی نگاہ سے دیکھا تھا؟ جب روما کے آسمانی گرجا کے سایہ میں لاکھوں منک اور نن کو فرائض نسلی سے بیزار دیکھتے ہیں تو کیا تصور کر سکتے ہیں کہ انھوں نے خدا کے حکم "انسان اپنی بیوی سے جوڑ بگا" کی صحیح تعمیل کی۔

جب ہم آریہ ورت کے جنگلوں، پہاڑوں کی غاروں، کوہستان کی چوٹیوں پر ایسے گرہستیوں کو دیکھتے ہیں جن کی عمر کے آخری حصہ میں منوسمرتی نے گھروں سے باہر رہنے کا حکم دیا ہے اور جو اپنی خوراک حاصل کرنے کیلئے غیر معین اور غیر معلوم وسائل پر بھروسہ رکھنے پر مجبور کر دیئے گئے ہیں۔ جو ضعیفی و پیری و لاچاری و مجبوری کی عمر میں اپنا کوئی رفیق و غمگسار قریب قریب نہیں پاتے تو کیا قرار دے سکتے ہیں کہ اس حکم کے وقت تمدن کی حقیقت کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ جب ہم جوگیوں سنیاسیوں، منیوں۔ بیرگیوں کے گروہوں کو بستیوں سے پرے پرے دھونی لگائے جٹیں لٹکائے آسن جمائے دیکھتے ہیں تو کیا یقین کر سکتے ہیں کہ انسانیت کا یہی اعلیٰ معیار ہے؟ جب سینکڑوں لڑکیوں (دیوداسیوں) کو ایک پتھر کی مورت کے ساتھ بیاہی ہوئی دیکھتے ہیں اور قطع نسل انسانی کی تدبیر کو اس مقدس لباس میں جلوہ گر پاتے ہیں تو کیا باور کر سکتے ہیں کہ ان مقننین نے آبادی عالم کا سب سے بڑا گُر دریافت کر لیا تھا؟

میرے دوستو! یہ سب کرشمے ایسی تعلیم کے ہیں جس نے نہ انسان کو سمجھا اور نہ طبع انسانی کا فلسفہ معلوم کیا۔ اور نہ اس پر عمل کرنے کو کچھ اہمیت دی۔ ایک اسلام ہی ہے جو ان اوہام کو دور کر دیتا ہے جملہ ظنون کو خاک نشین بنا دیتا ہے تمام ناروا ستم اور جور و جفا دور کر دیتا ہے۔ یہی ہے جو مدنیت اور انسانیت کو ترقی کے عمل میں سوار کر دیتا ہے جو بجلی کی منفی و مثبت طاقتوں کو برباد کر کے تمدن کا گھر صاف و سفید روشنی سے منور کر دیتا ہے۔ اسلام بتاتا ہے وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوهَا۔ ترک تمدن محض بدعت ہے۔

عورتوں کے حقوق۔ اسلام ہی عورتوں کو تمدن میں برابر کی جگہ دیتا ہے اور اس کے مساویانہ حقوق کو قائم کرتا ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ (نساء) عورتوں کے بھی حقوق ہیں جیسا کہ مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں۔

بچوں کے حقوق۔ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۝ (بنی اسرائیل ۴۶) تنگدستی کے ڈر سے تم اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

والدین کے حقوق۔ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۝ (نساء ۶۴) ماں باپ کے ساتھ عمدہ ترین برتاؤ کرو۔

حکومت کے حقوق۔ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (نساء ۸۶) اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت اور اپنے مسلمان حاکموں کی تابعداری کرو۔

فساد اور بے امنی کی برائی۔ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ (بقرہ ۲۵۶) اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۝ (قصص ۸۶) دنیا میں فساد نہ پھیلاؤ۔

حقوق کی ادائیگی کی تاکید۔ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ (روم ۴۶) قرابت داروں اور مسکینوں

اور مسافروں کے حقوق ادا کرو۔

عباد الرحمان کے صفات حسنہ حقوق تمدن کے متعلق۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ (فرقان) رحمان کے بندے وہ ہیں جو دنیا میں فروتنی کے ساتھ رہتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو یہ ان کو سلامتی کی بات کہدیتے ہیں۔

ایفائے معاہدات کا حکم۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (مائدہ ع۱) اے ایمان والو عہد معاہدے کو پورا کیا کرو

باہمی شہادت کے ادا کرنے کی فرضیت۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ۔ (نساء ع۲۰) اے ایمان والو! انصاف پر قیام کرنے والے اللہ کیلئے شہادت دینے والے بنجاؤ۔ خواہ تمہاری وہ شہادت خود تمہارے خلاف یا تمہارے والدین اور نہایت قریبوں کے خلاف ہی ہو۔

ان احکام پر غور کرنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اسلام نے فوائد تمدن اور حفاظتِ تمدن، اور قیام تمدن کیلئے کیسے اصولی احکام بتائے ہیں اور یہ اسلام ہی کی خصوصیت ہے کہ اس نے رہبانیت کے ساتھ ساتھ مدنیت کی تعلیم پر بھی پورا زور دیا ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ مسلم اللہ کا سچا بندہ۔ اہلِ دین کا کامل ہمدرد۔ والدین کا سعادتمند فرزند تمدن کا پورا محافظ۔ اچھا شہری۔ وفادار۔ راست گو۔ صلح پسند۔ فساد کا دشمن۔ نسلِ انسانی کا دوستدار ہو۔

شروع میں بتایا گیا تھا کہ ایک فطری مذہب کیلئے چار امور کا ہونا ضروری ہے۔ ہر ایک کے متعلق ثابت کردیا گیا کہ وہ اسلام میں بدرجہ اتم واکمل موجود ہیں۔ پس معلوم ہوگیا کہ اسلام ہی فطری مذہب ہے۔

بقیہ مضمون ص۱۱:۔ اگر اس کو نیند آجائے تو اسکی نیند کے وقت میں عالم کو تباہی بربادی لازم ہے۔ اور اونگھ یہ نیند کی ابتدائی سیڑھی ہے جس میں غفلت اور بے خبری ہویدا ہے اور یہ عیب ہے۔ معبود وہی ہوسکتا ہے جو عیبوں سے مبرا اور پاک ہو۔ یہ انسان کی عاجزی کی دلیل ہے کہ نیند کا محتاج ہے۔ کیونکہ نیند ایک ایسا سکون ہوتا ہے کہ اسوقت انسان کے حواس خمسہ اپنے افعالِ طبعیہ سے بالکل معطل ہوجاتے ہیں۔ اور ایسا سکون ہر ذی روح کیلئے ضروری ہے جس سے اس کے ظاہری وباطنی قویٰ راحت وقوت حاصل کرتے رہیں۔ اور اس کے نہ ہونے سے صحت کی خرابی ضروری اور لازمی ہے۔ پس یہ خاصہ مخلوق کا ہوا۔ خالقِ کل اس عجز وعیب سے بالکل پاک اور مبرا ہے۔

لہذا عبادت وپرستش کا حق اسی ذات مبرا صفات کا ہے۔ نیز اس کی شان وعزت بھی ایسی ہی ہے کہ جسقدر کائنات عالم علوی وسفلی موجود ہیں سب اسی کی زیر حکومت وملکیت ہیں دوسرا کوئی دعویدار نہیں ہوسکتا اگر کوئی ایسا دعوی کرے تو نہ بان اور جنون ہے۔ ناظرین! ان تمام صفات وکمال کو ملحوظ رکھتے ہوئے آیۃ الکرسی میں غور کریں اور نکتے نکالیں۔

(باقی آئندہ)